بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر ابصار احمد

حرفِ اوّل

ایک طرف جدید دنیا سائنس اور ٹکنالوجی کے انتہائی کناروں کو چھو رہی ہے۔ تو دوسری طرف خود زمین کی گود میں ناخواندگی بھی کم ہونے کی بجائے پل بڑھ رہی ہے۔ یونیسکو کے زیر اہتمام ایک سروے کے مطابق ۱۹۸۱ء میں دنیا میں بالغ افراد کی آبادی کا ۲۹ فیصد یعنی ۸۲ کروڑ ۴۰ لاکھ افراد ناخواندہ تھے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ تعداد مرورِ زمانہ کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہے۔ ناخواندگی کے نقصانات ایک دو نہیں، متعدد ہیں۔ ان کا اثر صرف تعلیمی پہلو پر نہیں بلکہ سماجی، معاشی سیاسی اور صحیح تر الفاظ میں پوری زندگی پر ہے۔ ناخواندگی کا خاتمہ ہمہ گیر انسانی سطح پر بین الاقوامی برادری کا ایک اخلاقی فرض ہے، تو دوسری طرف از روئے اسلام خواندگی اور حصولِ علم مسلمانوں پر فرض ہے۔ خواندگی کے عمل میں سب سے زیادہ اہمیت ماحول کی ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو کم از کم مسلمان ممالک میں خواندگی کی شرح صد فیصد ہونی چاہیے۔ کیونکہ پڑھنے لکھنے اور تعلیم و تعلّم کی جتنی تاکید دینِ اسلام میں ملتی ہے اس کی مثال شاید کوئی اور مذہب پیش نہ کر سکے۔ خود اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کے لیے اپنے آخری ہدایت نامے کا نام "قرآن" تجویز کیا۔ جس کا لغوی مطلب یہ ہے کہ یہ ایسی کتاب ہے جسے بار بار پڑھا جاتا ہے۔ یعنی اسے صرف کتابِ مقدس سمجھ کر پاک صاف اور بلند جگہ پر رکھ دینا اس کے ادائے حقوق کے لیے کافی نہیں، بلکہ اس کو پڑھنا، اس کے مفاہیم کی سمجھ، اس پر غور و تدبر اور اس کے اوامر و نواہی پر عمل اس کے حقوق کے لازمی تقاضے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ خواندگی کے بنیادی معیار پر پورا اترے بغیر کوئی مسلمان اس کلام پاک کو نہیں پڑھ سکتا۔ اور اگر وہ اسے پڑھ نہیں سکتا تو قرآن کریم کے دوسرے جملہ حقوق کسی درجے میں بھی پورا کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے چنانچہ ناخواندگی کے خلاف جدوجہد ہر مسلمان کا قومی و سماجی ہی نہیں، مذہبی فریضہ بھی ہے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ علم و حکمت کی قدر خالقِ کائنات کی نظر میں دیگر تمام چیزوں سے زیادہ ہے۔ میں یہاں چند آیات پیش کرتا ہوں۔ جو اس حقیقت کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔

وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ ۝

اور ان (قرآن کی دی ہوئی تمثیلات) کو صرف اہل علم ہی سمجھتے ہیں ۔
(سورۃ العنکبوت : ۴۳)

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی لوگ ڈرتے والے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں (یعنی جن کے اندر علم معرفت کی روشنی ہے (سورۃ فاطر : ۲۸)

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

(اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے پوچھو کیا علم و بصیرت رکھنے والے اور وہ جو علم و بصیرت نہیں رکھتے، دونوں برابر ہوسکتے؟ (سورۃ الزمر : ۹)

يُؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

وہ جس کو چاہتا ہے حکمت بخشتا ہے اور جسے حکمت ملی اسے خیر کثیر کا (خزانہ) ملا مگر یاد دہانی وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں ۔ (سورۃ البقرہ : ۲۶۸)

ان آیات میں دو لفظ "علم" اور "حکمت" استعمال ہوئے ہیں ۔ مفسرین نے علم و حکمت کے درج ذیل معانی لکھے ہیں ، فطری صلاحیتوں کو زندہ کرنا ، عقل سے کام لینا ، مظاہر کائنات سے اللہ کی معرفت حاصل کرنا ، صاحب بصیرت ہونا ، معاملات کا فیصلہ حق کے مطابق کرنا ، عقل و رشد کی پختگی اور شرافت اخلاق کا حامل ہونا ، وغیرہ وغیرہ ۔

اور خواندگی چونکہ مندرجہ بالا اوصاف کے حصول کا لازمی وسیلہ ہے ، بالفاظ دیگر علم و حکمت کے حصول کا ایک اہم ترین ذریعہ ہے اس لیے اس کا "حصول" بھی ضروری ہوا ۔ چنانچہ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ دوسری قوموں کی طرح شرح خواندگی بڑھانے اور اس کی اہمیت کی تشہیر کے لیے ذرائع و وسائل استعمال کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ۔ بلکہ بطور مسلمان ہم میں سے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ خود خواندہ ہو ، تعلیم حاصل کرے اور دوسروں اور بالخصوص اپنے متعلقین کو پڑھنے لکھنے اور حصول علم کی طرف ترغیب دے ۔ موجودہ حکومت کا "مسجد مکتب" کا پروگرام بھی اس سلسلے کا ایک اہم اور مفید کام ہے ۔

OOOO